رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۲۱۸


بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دار الامان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

# فاروق

ایڈیٹر و پروپرائٹر میر قاسم علی

جلد ۵ | پنجشنبہ - مورخہ ۸ - اپریل سنہ ۱۹۲۰ء - مطابق ۱۸ رجب ۱۳۳۸ھ | نمبر ۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

## سلسلہ کی خبریں

حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ معہ متعلقین و خدام بخیریت تمام ۲۷ مارچ کو دارالامان رونق افروز ہوئے - تمام احباب قادیان معہ طلباء ہر دو سکول نہر اور اس سے بھی آگے تک استقبال کے لئے حاضر تھے ✤

ام المومنین رضی اللہ عنہا دہلی تشریف لے گئے ہیں - خدا بخیریت واپس لائے آمین

حضرت نواب صاحب قبلہ بھی معہ اہل بیت دہلی وغیرہ تشریف لے گئے ہیں ✤

سیالکوٹ میں جلسہ ۱۰ - ۱۱ اپریل کو سیالکوٹ کی جماعت نے جلسہ قرار دیا ہے - جس پر حضور خلیفۃ المسیح بھی تشریف لے گئے - ۷ اپریل دارالامان سے حضور روانہ ہو کر ۸ کی صبح کو بٹالہ سے ریل پر سوار ہوئے شام سیالکوٹ پہونچ جائیں گے - انشاءاللہ - ۱۰ اپریل کا لیکچر خصوصیت سے احمدیت پر ہوگا - احمدی احباب کو اس سے مستفید ہونا چاہیئے - اور ۱۱ اپریل کو لیکچر آئندہ مذہب اسلام ہوگا ✤

عذر - نسین پریس جس پر اخبارات سلسلہ چھپتے ہیں - کسی خرابی کی وجہ سے اور مشین مین کے امرتسر لاہور جانے کے باعث نہ الفضل وقت پر نکلا اور نہ فاروق ہی ٹھیک وقت پر نکل سکا اسی لئے یکم اپریل کا پرچہ نہیں شایع ہوا - ناظرین معذوری کو جو بامر مجبوری تھی معاف فرماویں -

۴ اپریل حضرت خلیفۃ المسیح نے مسجد اقصیٰ میں درس قرآن مجید دیا -

موگ رسول (گجرات) سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور و مولوی جلال الدین صاحب و مولوی محفوظ الحق علمی مباحثہ کے لئے تشریف لے گئے ✤

## نتیجہ مباحثہ

### مابین احمدی جماعت و خالصہ دیوان

ہوئی جب بحث سکھوں سے گرونانک کے بارے میں
کہ ان کا کیا عقیدہ تھا وہ ہندو تھے کہ مسلم تھے
نہایت شوق سے آئے تھے صدہا لوگ سننے کو
مناظر دونو جانب کے بہت مشہور عالم تھے
ایڈیٹر نور نے آخر کو ثابت کر دیا حافظ
کہ نانک دین احمد کے فدائی اور خادم تھے

سلیم احمد اٹاوی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# شاعری

نتیجہ افکار جناب محمد نواب خانصاحب ثاقب میرزا خانی

شاعری تو بھی عجب سحر بیان ہے واللہ
تیرے جادو سے ہر اک سحر بیاں ہے آگاہ

سحر ہے تیرا بیان حق نے یہ فرمایا ہے
اُس کے قرآن میں بھی نام ترا آیا ہے

تجھ کو گر شاہد شیریں لب خوش رنگ کہوں
جی میں آتا ہے ترے لب کے میں بوسے لیلوں

کمینوں میں پیار سے آغوش محبت میں تجھے
دوں جگہ سر پہ کبھی دیدۂ الفت میں تجھے

میٹھی میٹھی تری باتیں مجھے خوش رکھتی ہیں
گہری گہری تری گاتیں مجھے خوش رکھتی ہیں

کس بلا کا تری آنکھوں میں ہے جادو پیاری
رنگ پیارا تری باتیں تری خوبو پیاری

میں ترا چاہنے والا ہوں جہاں بھر میں ایک
لاکھ دھندے ہیں یہ سودا ہو ترا میں ایک

تیرا سودائی یہ ہشیار بنا پھرتا ہوں
نشہ میں تیرے میں سرشار بنا پھرتا ہوں

ایک میں اور جہاں سحر کے ہیں اندھے گلال
طبع سوزاں ترے دیدار سے ہوتی ہے بحال

سوجھتی ہیں مجھے تب عرش بریں کی باتیں
آسمان کی کہو اور چھوڑو زمیں کی باتیں

اس کو الفاظ کہو یا صورت الہام کہو
اس کو تائید حق ایزد منعام کہو

فیض روح القدس آتا ہے زبان پر گویا
آب حیواں کی جھلک میرے دہاں پر گویا

باتیں اللہ کی ہوتی ہیں زبان پر جاری
پاک الفاظ لب روح رواں پر جاری

موجزن خدمت اسلام مرے سینہ میں
جوش زن غیرت اسلام مرے سینہ میں

دل میں آتا ہے کہ خدمت کروں خدام بنوں
احمدیت کے لئے پیکر منظوم بنوں

نظم تر میری سو انظم ثریا سے ہو
شعر تر پڑھ کے کہیں لولوئے لالا سے ہو

چرخ اسلام پہ چمکوں خور رخشاں ہو کر
بام عرفان خدا پر مہ تاباں ہو کر

جلوہ افگن مرے دل پر دل مرا ہو جائے
ہر کہ بابیں پر کہیں میرا مجا ہو جائے

دل بیمار رنیپ اور مجھے تو بھی ہو جائے
میں یہ دیکھوں کہ یہ دل قلب جلی ہو جائے

دل میں ہو جذب کہ اغیار کھچے آئیں سب
دور ہو بیٹھے تھے جو پاس چلے آئیں سب

روٹھ بیٹھے تھے جو وہ دار اماں میں آ جائیں
شوق سے سایہ محمود زماں میں آ جائیں

شاعری اٹھ کے دکھا تو ہی کرشمہ تو ہی
قدرت حق کا دکھا اب تو تماشا کوئی

تجھ میں جو سحر ہے جو لطف زباں ہے دکھلا
جو ہنر تجھ میں ہے جو زور بیان ہے دکھلا

احمدیت کا جہاں بھر میں بپا ہو اک شور
سارے عالم میں یہی ایک پکڑ جائے زور

دیکھیں ثاقب کہ اماں کیسے جہانگیر نہ ہو
پاؤں میں مفسد پر شور کے زنجیر نہ ہو

# تاریخ وفات

سردار امام بخش خانصاحب تمنددار کوٹ قیصرانی کا فرزند اکبر جو نوجوان صالح احمدی اور پر جوش مبلغ تھا۔ عین ایام جلسہ دسمبر ۱۹۱۹ء میں فوت ہو گیا۔ جس سے سردار صاحب اور مرحوم کی والدہ کو سخت صدمہ ہوا۔ اور یہ ایک بڑا بھاری امتحان تھا۔ جس کو خدا کے فضل سے والدین مرحوم نے بڑے استقلال سے ادا کیا۔ فاروق چونکہ دسمبر سے بند تھا۔ اس لئے مجھے موقع نہ ملا۔ کہ میں اس پر اظہار افسوس اور دعا مغفرت کی درخواست کرتا۔ اب فاروق نکلا ہے۔ تو اس میں مندرجہ ذیل تاریخی اشعار جو خانصاحب نعمت اللہ خاں مہاجر قادیان نے مرحوم کی وفات پر لکھ کر دیئے ہیں۔ شائع کرتا ہوا عالیجناب سردار صاحب اور بیگم صاحبہ مکرمہ مرحوم کے والدین سے اس فروگذاشت کی معافی مانگتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ خداوند کریم آپ صاحبان کو صبر جمیل عطا فرماوے۔ اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ جن احباب نے مرحوم کا جنازہ غائب نہ پڑھا ہو وہ ضرور جنازہ غائب پڑھ کر مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے دعا فرما کر ثواب حاصل کریں۔ تاریخ وفات یہ ہے:۔

وہ نور نظر لخت جگر آنکھوں کا تارا (شمشیر محمدؐ)
... افسوس جوانی میں ہی جنت کو سدھارا (شمشیر محمدؐ)
چوبیس برس عمر میں کیا مرنے کے دن تھے (جو مجھکو قضا آئی)
ہے شکر نہیں مرضیٔ اللہ سے چارہ (شمشیر محمدؐ)
سن عیسوی انیس سو انیس کی تاریخ (پچیس دسمبر)
تھا یوم جمعرات تجھے حق نے پکارا (شمشیر محمدؐ)
تھی جستجو تاریخ کی ہاتف نے کہا یوں (یہ ہے سن ہجری)
مرغوب ملک اب ہوا مہمان ہمارا (شمشیر محمدؐ)

# ایک جرمن لیڈی اور ایک امریکن کا اسلام

**تازہ نو مسلم** احمدی مبلغین کی تبلیغ سے جو سعید ارواح محمد عربی صلعم کی غلامی میں تازہ داخل ہوئے ہیں۔ ان کے نام حسب ذیل ہیں (۱) مسیحی نام۔ مسز رو تھا ڈین۔ اسلامی نام محمودہ کیفیت۔ یہ خاتون جرمن نژاد اور برٹش رعایا ہے۔ (۲) مسیحی نام ہیوبرٹ ارویلی۔ اسلامی نام۔ شریف۔ کیفیت جزائر غرب الہند امریکہ کے باشندہ اور یونائیٹڈ افریقن برادر ہوڈ کے صدر رہیں۔

**لیکچرس** مولوی فتح محمد سیال ایم۔ اے کا ایک نہایت فصیح اور عالمانہ لیکچر "ایسٹ اینڈ ویسٹ سنڈے یونین" "محمد رسول اللہ صلعم کی تعلیم" پر نہایت کامیابی سے ہوا۔ ایسا ہی مولوی صاحب موصوف نے ایک اور پر مغز تقریر "ارتقائے عالم اور انبیاء" پر فرمائی۔ احمدیہ لیکچر ہال میں اخویم محمد سلیمان فیتھ نے ۲۹ فروری کو "محمد رسول اللہ بائبل میں" کے عنوان سے تقریر کی حاضرین میں کرنل ابراہیم کاکبرن بھی تھے *

**متفرق**۔ ملاقاتوں تقسیم لٹریچر اور مباحثات۔ ہائیڈ پارک کی تقریروں کے ذریعہ اور "دینیات کی کلاس" کے توسط سے تبلیغ کا کام خدا کے فضل سے عمدگی سے ہو رہا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ نیاز مند عبد الرحیم
لنڈن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# اخبار فاروق

قادیان دارالامان یکم اپریل ۱۹۲۰ء

## غیر احمدیوں کی قرآن دانی

## اس سوال کا حل کہ افضل کون تھا

## سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یا مسیح؟

### نمبر ۲

اس کے بعد دوسرا سوال ہے ؛
کہ مسیح اندھوں کو بینا کرتے بہروں کو صاف کر دیتے تھے۔ برخلاف اس کے سیدنا محمد صلعم نے اعجازی طبیب یہ قدرت نمائی دکھائی ہو تو قرآن سے بتاؤ۔ ورنہ ماننا پڑے گا۔ کہ مسیح افضل ہے یا محمد صلعم۔ اس کا جواب ملاحظہ ہو:-

یہاں یہ امر قابل غور ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ نے خود ان قوتوں کو اعجاز من اللہ میں شامل نہیں کیا ہے۔ بلکہ صرف ایک معجزے کی نسبت آیۃ من ربکم فرمایا تھا۔ بقیہ کی نسبت فرماتے ہیں کہ اگر تم یقین کرو تو یہ بھی میری نبوت کا ثبوت ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ پرندہ بنانا معجزہ تھا۔ اور بقیہ ایسے کمالات دنیوی تھے جو ہر شخص میں نہیں ہوتے۔ بلکہ مخصوص لوگوں میں ہوتے یا ہو سکتے ہیں۔

دوسری آیت پر بھی غور کرنے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کیونکہ آیت مابعد میں فرمایا ہے وجئتکم بآیۃ من ربکم فاتقوا اللہ واطیعون اور میں تمہارے رب کی طرف سے نشانی لایا ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔ اوپر کی آیت میں چار پانچ باتوں کا ذکر کرکے پھر یہی فرمایا کہ تمہارے رب کی طرف سے معجزہ لایا ہوں۔ اس امر کا کافی ثبوت ہے۔ کہ معجزہ صرف ایک تھا بقیہ کمالات دنیوی تھے۔ ورنہ یوں فرماتے۔ وجئتکم بآیات من ربکم۔ تمہارے حق کے پاس سے نشانیاں یعنی معجزے لایا ہوں اور ہم پہلے ہی لکھ چکے ہیں۔ ...... کہ یہ وعظ آپ کا آخری معلوم ہوتا ہے جب کہ آپ دشمنوں میں گھرے ہوئے تھے اور وہ کمبخت بجائے ایمان لانے کے آپ کی جان لینے کے درپے ہو رہے تھے۔ اس لئے یہ استعارات نہیں ہیں۔ بلکہ واقعات اصلی کا بیان اور حوالہ دے کر حضرت عیسےٰ منکران دین کو تلقین ایمان فرما رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی ان سے مدد کے خواہاں ہیں۔ کیونکہ ان بیانات کے بعد آپ ہی فرماتے ہیں ان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ۔ بیشک اللہ جو میرا رب ہے۔ وہی تمہارا رب ہے۔ اس کی عبادت کرو یہ بتا دینے کے بعد کہ یہ نہ استعارات تھے۔ نہ معجزے بلکہ کمالات دنیوی۔ اب ہم "ابرء" فرداً فرداً بحث کرتے ہیں۔ ابرئ الاکمہ والابرص کے معنی عموماً یہ بیان کئے گئے ہیں۔ کہ میں اندھے مادر زاد کو بینا اور کوڑھی کو اچھا کر دیتا ہوں۔ عبرانی و یونانی اناجیل کا انگریزی ترجمہ کرنے میں بھی یہی معنے استعمال کئے گئے ہیں۔ مگر لغت سے ثابت ہے۔ کہ اکمہ کے معنی شب کور (جس کو ہندی زبان میں رتوندھا کہتے ہیں) کے ہیں۔ اور برص تو ہر ایک جانتا ہے۔ کہ برص دراصل جذام یعنی کوڑھ سے بالکل جدا مرض ہے۔ برص واقعی ایک جلدی مرض ہے جس [illegible] جلد [illegible] پر [illegible] یوں کہو کہ انسان کے بدن پر سفید داغ پڑ جاتے ہیں۔ اس مرض کو ہندی میں سورج مکھی اور انگریزی میں لیوکوڈرما کہتے ہیں۔ یہ دونوں امراض ناقابل [illegible] ہیں۔ بیشک ان کا علاج ذرا مشکل ہے۔ اور ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں [illegible] ان امراض کا علاج بالکل نا[illegible] مرزائی کی تشریح کہ حضرت [illegible] کو [illegible] روحانی [illegible] ساتھ اگر [illegible] ہوتا۔ تو پھر مضمون ذرا ملتا جلتا ہوتا۔ مگر بیان مختلف امراض کا ذکر ہے۔ جن کا کچھ جوڑ نہیں۔ دوسرے استعارات اس وقت موقع اور محل کے خلاف بھی تھے خیر! یہ ماننے سے کہ حضرت عیسیٰ نایٹ بلائنڈنس (شب کوری) اور لیوکوڈرمیا (برص یعنی سفید داغوں) کے مریضوں کو اچھا کر دیتے تھے۔ یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ ان میں خاص کمالات طبی تھے۔ جو کہ ناممکن الوقوع نہ تھے۔ گو اس زمانہ میں ناممکن اور اعجاز مانے جاتے ہوں۔

اور بالفرض اگر اندھوں کو بینا اور کوڑھیوں کو اچھا بھی کرتے تھے۔ جب بھی وہ معجزے نہ تھے۔ کمالات طبی ہی تھے۔ جو کہ ان کو کسی ذریعہ سے حاصل ہو گئے ہونگے۔ کہ وہ اندھوں کو ہمارا فرقہ (ڈاکٹر بذریعہ آپریشن اچھا کر چکا ہے۔ اور روزمرہ کرتا ہے۔ بیان اناجیل سے ثابت ہے کہ حضرت عیسےٰ نے معدودے [illegible] اندھوں کو بینا کیا تھا جو کہ بظاہر یعنی ابتداء [illegible] بالکل معلوم نہیں ہیں۔ یقینی وہ چند منتخب اشخاص

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضعیف العمر ہو کر ٹریکٹ یعنی نزول الماء (موتیا بند) کے مریض ہو گئے۔ بعد میں انجیل نویسوں نے ان کو مادر زاد اندھا لکھ دیا۔ اگر حضرت عیسٰی میں معجزہ نمائی (؟) ہزاروں نہیں سینکڑوں نابینا ضرور ہی روز ان کے پاس آتے اور وہ انہیں اچھا کرتے۔ قیاس تو یہی کہتا ہے۔ کہ آپ نے معدودے چند منتخب کیٹریکٹ کے مریضوں پر آپریشن کیا ہوگا۔ اور کامیابی ہوئی ہوگی یہ بھی ہمیں معلوم نہیں۔ کہ بعد میں ان مریضوں کا کیا حشر ہوتا تھا۔ اور واقعی وہ اپریشن کامیاب ہوتے تھے یا نہیں۔

اب جو ایشیائی عطائی فرقہ یہ عمل کرتا ہے۔ اس سے اکثر نقصان ہی ہوتے سنا ہے۔ جتنی آنکھیں اس قسم کے سادھو یا درویش گنواروں کی بناتے ہیں وہ سب تھوڑے دنوں کے بعد بالکل خراب ہو جاتی ہیں۔ اور قابل اصلاح نہیں رہتیں۔ گو اس وقت فوراً وہ اندھے کچھ دنوں کے لئے ضرور بینا ہو جاتے ہیں۔ اور فقیر صاحب کی گاؤں میں واہ واہ ہو جاتی ہے۔

مرض برص کا علاج بھی اب تک ذرا دشوار ہی ہے۔ مگر اکثر لوگوں کے پاس اس کے نہایت مجرب نسخے سینہ بہ سینہ یا پوشیدہ چلے آتے ہیں۔ جو وہ دوسروں کو نہیں بتاتے۔ حضرت عیسٰے کے پاس بھی کوئی مجرب دوا اس مرض کی ہوگی۔ اور اگر وہ۔۔ کوڑھیوں کو اچھا کرتے تھے۔ تو یہ بھی ممکن ہے۔ جذام کا تیر بہدف علاج گو اب تک دریافت نہیں ہوا تاہم بہتیرے مریض مرض کے ابتدائی درجہ میں نئے ڈاکٹری علاج سے بہت فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہ امر تو مسلمہ ہے۔ کہ ابھی علم طب مکمل نہیں ہے۔ اور شاید نہ کبھی مکمل ہوگا۔ مگر جب ہم کو مثل چیچک کے ٹیکے جذام کا یقینی علاج معلوم ہو جائے گا۔ اس وقت حضرت عیسٰے کے کوڑھیوں کو اچھا کرنے کا ہر کس و ناکس کو یقین آ جائے گا۔ اور وہی معجزہ اس وقت معمولی بات ہو جائے گی۔ البتہ ابتدائی تارک الدنیا فقرا ہیں فی زمانہ بھی اس قسم کے کمالات ہوتے ہیں۔ ان کو اکثر ایسے امراض کے کسی نہ کسی طریقہ غیر معمولی سے مل جاتے ہیں۔ جن کو اب تک لا علاج تسلیم کر رکھا ہے۔ ان سب میں یہ ایک قسم کا عہد ہوتا ہے۔ کہ دوسروں کو نہیں بتاتے ہیں!!

آیات کی بجائے آیۃ لانے میں جو نکتہ ہے اور جو ان آیات قرآنی کے معنوں کی چابی ہے نہ جانتے ہوئے مضمون نگار نے یادریانہ۔۔ اعتراضات کے جواب میں کیسی منہ کی کھائی ہے اس کے لئے ایک دفعہ پھر ڈاکٹر صاحب کا یہ جواب پڑھ جائیے۔ معجزات ہی سے انکار کر دیا اور اسے صرف طبی کمال ٹھہرایا ہے۔ گویا نبی آنے کا اس لئے ہیں۔ کہ وہ لوگوں کی آنکھوں پر اپریشن کیا کریں۔ اس میں کامیابی ہو یا نہ ہو۔ اس سے کچھ غرض نہیں۔ جیسا کہ خود مضمون نگار صاحب لکھتے ہیں۔ کہ "یہ بھی ہمیں معلوم نہیں۔ کہ بعد میں ان مریضوں کا کیا حشر ہوتا تھا۔ واقعی وہ اپریشن کامیاب ہوتے تھے یا نہیں"۔ گویا قرآن مجید نے جو حضرت عیسٰی کا دعوی نقل کیا ہے۔۔ ابری الاکمہ والابرص۔ اس کی سچائی یقینی نہیں۔ کیونکہ اگر سچ ہو تو ماننا پڑے گا۔ کہ ابراء اکمہ و برص ضرور ہو جاتا تھا۔

کیا سخیف اور کمزور باتیں ہیں۔ جو ڈاکٹر صاحب نے اپنے پیشے کو برتر ثابت کرنے کے لئے کہیں۔ سوالات کا جواب تو کیا دیتے۔ حضرت عیسٰی کے معجزات پر اعتراض کرنے لگے۔ خدا کی قدرت نمائیوں اور اس کے رسول کے معجزوں کو محض ایک بشری کمال بنا دیا۔ کیا یہی وہ علم کلام ہے۔ جس پر ڈاکٹر صاحب کو ناز ہے ہمیں تو یہ جواب پڑھ پڑھ کے شرم آتی ہے کہ غیر مسلم اصحاب کیا کہینگے۔

میرے دوستو! سنو! اس وقت لوائے احمد صرف احمد رسول اللہ کے ہاتھ میں ہے اور میدان مبارزت میں وہی کامیاب ہو سکتے ہیں۔ جو اس جھنڈے تلے جمع ہونگے۔ جب مخالفین سے کوئی اعتراضات ہوں۔ تو غیر احمدی اس کا جواب دے کر اپنے آپ کو اضحوکۂ اغیار نہ بنایا کریں۔ بلکہ ہمیں اطلاع دیا کریں۔ کیونکہ یہ کام خدا تعالیٰ کی حکمت بالغہ نے ہمارے سپرد کر دیا ہے۔ (اکمل)

## وی پی پارسل کے قواعد

ڈائرکٹر جنرل محکمہ ڈاک و تار نے جزائر برطانیہ اور ہندوستان کے درمیان وی پی پارسل کی ترسیل کے متعلق حسب ذیل قواعد مرتب کئے ہیں:-

۱۳ اپریل کو یا اس کے بعد پوسٹل پارسل وی پی کے ذریعہ برٹش انڈیا سے جزائر برطانیہ کی طرف روانہ کئے جا سکتے ہیں۔ اور اسی روز جزائر برطانیہ سے بھی برٹش انڈیا کو وی پی ارسال ہو سکتے ہیں۔

ہندوستان سے جزائر برطانیہ کی طرف ڈھائی سو روپیہ کی مالیت سے زیادہ قیمت کا وی پی روانہ نہیں کیا جا سکتا۔ اور وی پی کی قیمت میں آنہ کی کوئی کسر نہیں ہونی چاہیئے۔ جزائر برطانیہ سے ہندوستان میں زیادہ سے زیادہ چالیس پونڈ کا وی پی بھیجا جا سکتا ہے۔ مگر وی پی کی رقم میں پنس کا کوئی حصہ شامل نہیں ہونا چاہیئے۔

جزائر برطانیہ کی طرف جانے والے وی پی کے پارسلوں پر معمولی پارسل کے محصول کے علاوہ حسب ذیل محصول لیا جائے گا:-

(۱) غیر ممالک کو روپیہ روانہ کرنے کے منی آرڈر کے محصول کے برابر رقم مطلوبہ پر محصول لیا جائے گا۔

(۲) پوسٹ کرنے کی فیس دو آنہ۔

یہ محصولات ارسال کنندہ کو ٹکٹوں کی صورت میں پہلے ادا کرنے ہونگے۔ پتہ کے علاوہ وی پی کی قیمت اور لفظ ریمبورسمنٹ جلی حروف میں پارسل پر نہایت صفائی سے لکھنی ہوگی۔ مزید برآں یہ بھی پارسل پر لکھ دیا جائے۔ اگر پندرہ دن تک تقسیم نہ ہو جائے۔ تو اسے واپس کر دیا جائے۔

پارسل کے اوپر فرستندہ کا نام اور پتہ ہونا چاہیئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# القرآن فی رمضان

ازافادات مولانا حافظ روشن علی صاحب (مرتبہ قاضی اکمل)

(ب) ان کنت قلتہٗ - یہ اظہار عاجزی ہے اور اقرار بندگی ؛

(ج) ہوسکتا ہے کہ مسیح نے نہ کہا ہو - اور وہ لوگ خود ہی تعریف کرنے لگے ہوں - اس کے جواب میں فرمایا - میری زندگی میں ایسا نہیں ہوا -

۱۷۰ - اسے علے ظہورھم - یعنی سزا پائیں گے -

۱۷۱ - ما الحیوٰۃ الدنیا - نزدیک کی زندگی یا کمینہ

۱۷۲ - او سلمًا فی السماء - اس سے ثابت ہوا کہ آسمان میں جانے کے لئے سیڑھی کی ضرورت ہے انسان کو پس عیسیٰ کا رفع جسمانی باطل ؛

۱۷۳ - ایۃ عذاب

۱۷۴ - ولا طٰئر عرب اپنی شان و جلال کے اظہار کے لئے پرندوں اور درندوں کا ذکر کرتے تھے - کہ تمہاری لاشیں ان کے حوالے ہونگی - خدا نے ان کے مذاق سخن و محاورہ کے مطابق ڈرایا - کہ ہمارا عذاب مستلا ہونے والا ہے ؛

۱۷۵ - دابر القوم جڑ - آخر قوم - مدبرین

۱۷۶ - ان اخذ اللہ سمعکم - یعنی جن حواس کے بھروسے پر اکڑتے ہیں - وہ بھی تو خدا ہی کے اختیار میں ہے ؛

۱۷۷ - وما نرسل المرسلین - اس سے معلوم ہوتا ہے - کہ جناب الٰہی کا ارادہ خاتم النبیین کے بعد بھی نبی بھیجنے کا ہے - ورنہ فرماتا وما ارسلنا المرسلین مگر یہاں نرسل صیغہ مضارع فرمایا -

۱۷۸ - لا اقول لکم عندی - ایک مشرک قوم کے سامنے یہ صاف گوئی و اعلان توحید حضور علیہ السلام کی صداقت پر گواہ ہے ؛

۱۷۹ - تضرعاً وخفیۃ - عاجزی سے اور آہستگی سے یا بلند آواز سے -

۱۸۰ - من تحت ارجلکم - ماتحت بگڑ جائیں - چوہوں - پسوؤں کے ذریعے بیماری پھیلے -

۱۸۱ - استھوتہ الشیٰطین - ڈاکوؤں نے نیچے گرا دیا ؛

۱۸۲ - ینفخ فی الصور - صور کے معنے بگل (۲) صورتوں میں روحیں ڈالی جائیں گی ؛

۱۸۳ - الغیب - جو چیزیں تھیں اب نہیں یعنی مٹ گئیں یا آئندہ ہونگی یا ہیں تو سہی مگر انسان کے علم میں نہیں -

۱۸۴ - قال ابراھیم - اس میں سمجھایا - کہ آبائی تقلید ہی کرنی ہے - تو ابراہیم کی کرو ؟ تم سب قوموں (یہود - نصاریٰ - مجوس) کا مسلمہ بزرگ ہے - دوسرا اس میں بتایا کہ دیکھو تمہارے بزرگ ابراہیم نے اپنے آباء کی مخالفت کی -

۱۸۵ - لابیہ آزر - چونکہ حضرت ابراہیم کو اپنے اَبْ کے لئے دعا کرنے سے ممانعت ہوئی - اور باوجود اس کے ہم دیکھتے ہیں - کہ آخری عمر میں بھی آپ نے ربنا اغفرلی ولوالدیّ کہا ہے - اس سے معلوم ہوا کہ اَبْ اور تھا اور والد اور -

۱۸۶ - الا ان یشاء ربی - نبی خدا کا گھر ہمیشہ خالی رکھتا ہے - یہ ادب جناب الٰہی ہے ؛

۱۸۷ - ایمانہم بظلم - ظلم کے معنے شرک -

۱۸۸ - ما انزل اللہ علی بشر من شیءٍ - بشر کے اور تقاضے پورے ہوں - مگر تقاضائے مکالمہ الٰہیہ اور ہدایت من اللہ پورا نہ ہو - تو اس احتشام والے نے خدا کی قدر نہ پہچانی -

۱۸۹ - یومنون بہٖ - جو لوگ صرف اللہ اور آخرت پر ایمان نجات کے لئے کافی سمجھتے ہیں - وہ دیکھیں کہ آخرت پر ایمان اسی کا ہے - جو قرآن پر ایمان لائے

۱۹۰ - الیوم تجزون - یہ عذاب قبر کا ثبوت ہے کیونکہ جان نکلتے ہی اسی دن عذاب کا وعید ہے

۱۹۱ - حسبانا - اندازہ پر چلنے والے - محور پر گردش کرنے والے -

۱۹۲ - ولم تکن لہ صاحبۃ - بیوی نہیں مانتے تو بیٹا کیوں مانتے ہیں -

۱۹۳ - تکلمہ علمھم - وہ کام جو ان کو کرنا چاہیئے تھے -

## آٹھواں پارہ شروع ہوا

۱۹۴ - کلمھم الموتیٰ - خوابوں میں ان کے بڑے آکر بتا دیں -

۱۹۵ - افغیر اللہ ابتغی حکماً - مسائل اصول میں بوقت مباحثہ حکم کسی انسان کو مقرر کرنا ٹھیک نہیں -

۱۹۶ - حرجاً - وہ پہاڑی رستہ جس میں جھاڑیاں ہوں - ثانی السماء - بلندی میں -

۱۹۷ - یمعشر الجن - یہاں جنوں سے بڑے آدمی مراد ہیں - اس پر قرینہ الم یاتکم رسل منکم ہے کیونکہ رسول انسانوں ہی سے آتے ہیں ؛

(الا ما شاء اللہ) یاتی علی جھنم زمان لم یبق فیھا احد - حدیث معالم التنزیل میں ہے ؛

۱۹۸ - کما انشاکم من ذریۃ قوم آخرین - یعنی فارسیوں سے حضرت ابراہیم بابل سے آئے تھے - ان کی زبان فارسی تھی - اس لئے مستعربہ کہلاتے ہیں پس نبی کریم بھی فارسی الاصل ہیں - اور مسیح موعود بھی

۱۹۹ - یوم حصادہٖ - بارانی کا بیسواں - چاہی کا بیسواں بشرطیکہ مالگزاری سرکاری نہ ہو -

۲۰۰ - الضان - دنبے (بھیڑیں بھی داخل ہیں)

۲۰۱ - حتی ذاقوا باسنا - یعنی اگر شرک الٰہی منشاء کے مطابق ہوتا تو پھر سزا کیوں ملتی -

۲۰۲ - لو شاء لھدٰکم - یعنی اگر جبر کرنا ہوتا تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہدایت پر مجبور کرتا۔

۲۰۳ - حرم ربکم - او حیبد علیکم - جو رب نے ضروری قرار دیا ہے - اگر حرام کے معنے لئے جائیں تو ربکم پر کلام ختم ہے - اور علیکم علیحدہ ہے کہ تم پر واجب ہے - کہ شرک نہ کرو۔

۲۰۴ - تماما علے الذی احسن - ہر شریعت الٰہی اپنے زمانے میں کامل ہوتی ہے۔

۲۰۵ - مبارک - برکہ سے جو ہر جہاں ہر طرف کا پانی جمع ہو - قرآن مجید میں سب کتابوں کی خوبیاں جمع ہیں۔

۲۰۶ - اہدی منہم - چنانچہ انہوں نے ایسا دکھلا دیا۔

۲۰۷ - بعض ایات ربک - قمری نشان مراد ہیں

۲۰۸ - فلہ عشر امثالہا - پہلی امتوں کو جتنی ترقیاں ملی تھیں - ان سے دس گنہ امت اسلامیہ کو ملیگی یہ ہمارے شیخ نے فرمایا۔

۲۰۹ - انا اول المسلمین - موجودہ زمانے کے لوگوں سے ماکنت نبیا و آدم بین الماء والطین کے طور پر۔

۲۱۰ - لم یکن من السٰجدین - سجدہ کا لفظ خضوع کے معنے میں آتا ہے۔

۲۱۱ - الا تسجد دوسرے مقام پر ان تسجد ہے پس لا زایدہ ہے - (ب) امرتک، سے ظاہر ہے کہ ابلیس کو بھی سجدہ کا حکم ہوا تھا - علیحدہ یا تغلیباً

۲۱۲ - خلقتہ من طین - حضرت مسیح موعود نے فرمایا - کہ انسان کو کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیئے - اپنی اصلاح سے - دیکھو آگ خواہ کتنی بھڑک رہی ہو - اس پر پانی یا مٹی ڈالی جائے - تو بجھ جاتی ہے - پس انسان جو پانی و مٹی سے ہے - جب بھی خدا کیطرف رجوع کرے گا - وہ آگ کی مخلوق پر غالب آئے گا۔

۲۱۳ - الیٰ یوم یبعثون - قیامتیں دو ہیں - ایک رسول کی بعثت (۲) آخری قیامت۔

۲۱۴ - اغویتنی - بہ سبب اس کے کہ تو نے میرا عیش خراب کیا۔

۲۱۵ - ثم لاٰتینہم - شیطان نے اپنا آنا اوپر اور نیچے سے نہیں بتایا - کیونکہ اوپر سے خدا کا فضل نازل ہوتا ہے - اور انسان زمین پر سر بسجود ہو کر تقرب الٰہی حاصل کرتا ہے - (ب) من خلفہم اولاد کے بارے میں وسوسہ ڈال کر گمراہ کرتا ہے (ج) عن ایمانہم نیکی کے لباس میں گمراہ کرتا ہے۔

۲۱۶ - مانہٰکما ربکما - اس آیت کی بنا پر سوال کیا گیا ہے - کہ جب شیطان خود نہی یاد دلا رہا ہے ......... پھر کس طرح مانا جا سکتا ہے - کہ آدم حکم الٰہی بھول گئے تھے - اس کا جواب یہ ہے - کہ نہی نہیں بھول گئے تھے - بلکہ بھول یہ گئے تھے - کہ شیطان ہمارا دشمن ہے - یعنی عدو ملک بھول گئے - اور اسے خیر خواہ سمجھ لیا - دوسرا سوال یہ ہو سکتا ہے - کہ پھر آدم شجرہ کے قریب کیوں گئے - اور خلاف ورزی کی - اس کا جواب یہ ہے - کہ آدم چاہتے تھے - کہ بدی ہمارے قریب نہ پھٹکے - چونکہ ابلیس نے بلباس خیر خواہی انہیں کہا - کہ اس کے کھاتے ہی آپ ملک ہو جائیں گے - بدی کی جڑ ہی کٹ جائے گی - یعنی بدی کا امکان ہی نہ رہے گا - اس لئے انہوں نے وہ شجرہ کھا لیا - گویا ابتلائے محبت میں ان سے غلطی سرزد ہو گئی - ایک اور سوال حضرت مسیح موعود سے کیا گیا - کہ خلاف ورزی ابلیس سے بھی ہوئی - اور آدم سے بھی - کیا وجہ ہے - کہ ایک راندہ درگاہ ہو گیا - ایک مقبول اس کا جواب آپ نے یہ دیا - کہ آدم کو جب اپنی غلطی کا علم ہوا - تو وہ خدا کی جناب میں جھک گئے - اور اس کی حفاظت طلب کی - لیکن ابلیس اپنی غلطی پر مصر رہا - بلکہ بڑھ بڑھ کے بات کرنے لگا - اس لئے آدم مجتبیٰ ہوا - اور ابلیس ملعون - ایک کی کھیتی کے لئے وہ گند کھاد کا کام دے گیا - دوسرے کے لئے موجب تباہی۔

۲۱۷ - لا تفتح لہم - دعائیں قبول نہ ہونگی فیوض آسمانی سے محروم۔

۲۱۸ - لا یدخلون الجنۃ - یہ عام [illegible] الا ماشاء اللہ کی قید دوسری جگہ ہے۔

۲۱۹ - بما کنتم تعملون - سوال ہوتا [illegible] فضل سے ہے یا عمل سے - قرآن مجید میں خدا [illegible] کے بدلہ میں ہی فرماتا ہے - مگر مومنوں کا قول [illegible] ہے - کہ فضل سے - اس کی وجہ یہ ہے - کہ اعمال کی توفیق بھی فضل ہی سے ملتی ہے - مومنوں کے قول کی قدر دانی خدا کی جناب میں ہو گئی [illegible] لئے وہ اعمال سے، فرماتا ہے - اور مومن [illegible] و خود انکساری عملوں کا نام نہیں لیتے - [illegible]

۲۲۰ - علی الاعراف - یہ ان لوگوں [illegible] کی نسبت احادیث میں آتا ہے [illegible] محمدیہ میں سے بغیر حساب بخشے [illegible] جگہ پر بیٹھے نظارہ کر رہے ہونگے

۲۲۱ - صرفت ابصارہم [illegible] کی طرف دیکھنا بھی نہ پا دیں گے [illegible]

۲۲۲ - لا تجعلنا مع القوم الظٰلمین - یہ قول اعراف والوں کا بوجہ پاکیزہ نفسی اور اس عادت مومنانہ کے ہے - جو ہر ہولناک نظارہ دیکھنے پر دعا کرنے لگ جاتا ہے۔

۲۲۳ - لیس بی ضلالۃ - بظاہر تو سختی سے کہنا چاہیئے تھا - کہ مجھ میں کسی قسم کی گمراہی نہیں - مگر آپ نے نرم سا جواب دیا - یہ اس بات کے اظہار کیلئے کہ میری رسالت کے دلایل اظہر من الشمس ہیں

۲۲۴ - ھٰذہ ناقۃ اللہ - اونٹنی صالح کی تھی یہ چونکہ اس علاقہ میں اپنا جلال دکھانے کے لئے بڑے آدمی جانور کھلا چھوڑ دیتے تھے - کہ دیکھیں اسے کون چھیڑتا ہے - پس انہی کے مسلمہ معیار سے اتمام حجت کی - کہ ایک عاجز از ان کی اونٹنی کو چھیڑ دیکھو - کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

۲۲۵ - اٰمنتم بہ کٰفرون - آج کل لوگ کافر کے لفظ سے بہت چڑتے ہیں - دیکھو یہاں خود کافر ہونے کا اقرار کر رہے ہیں ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# قدیم اور جدید ہندؤں کے دوزخ

منشی محمد فضل حسین صاحب احمدی مہاجر قادیان

اس زمانہ کے جدید قایم شدہ ہندو سماج یعنی سوامی دیانند کی بنائی اور قایم کی ہوئی آریہ سماج بے شک نرک اور سورگ کے معنی اسی دنیا میں دکھ اور سکھ کا حاصل ہونا کرتی ہے۔ مگر یہ معنی محض ان کی من گھڑت اور آزاد خیال کا نتیجہ ہے۔ درحقیقت اُن کی قدیم اور پرانی (دہارمک (دینی) کتب ان معنوں کی تائید اور تصدیق نہیں کرتیں۔ ہمارے اس بیان کو سنتے ہوئے آریہ سماجی کہدینگے۔ کہ نرک اور سورگ کا ان معنوں میں ہونا تم کن قدیم کتب کے رو سے ثابت کرتے ہو۔ تو ہم جواباً عرض کریں گے۔ کہ شری ویاس جی کے بنائے یا مرتب کئے ہوئے پورانوں سے دیانندی دوست پوران کا نام سنتے ہی بول اٹھینگے۔ کہ ہم ان کتب کو قابل تسلیم نہیں سمجھتے۔ ہم کہیں گے کہ کیوں؟ اس کی وجہ اور سبب؟

پس جب کہ جمہور کے خلاف پورانوں کو ناقابل تسلیم بتانا تم کسی دلیل سے ثابت نہیں کر سکتے۔ تو پھر کس منہ سے ان میں بیان کردہ تعلیمات سے انکار کرتے ہو۔ کیا اس لئے ان کتب کے منکر ہو گئے۔ کہ مخالفین کے اعتراضات سے محفوظ رہیں سو اگر ایسی ہی بات ہے۔ تو ستیارتھ پرکاش بھاشا بھومکا کا کیوں انکار نہیں کرتے۔ ان کے علاوہ بانئے آریہ سماج کی دیگر تصنیف کردہ کتب سے بھی کیوں منکر نہیں ہوتے۔ پھر سوامی دیانند کی تفسیر کو کیوں نہیں ناقابل تسلیم کہتے۔ ماسوئے ان کتب کے چھ شاستروں کو اپنے عقاید کی کتب میں کیوں تسلیم کرتے ہو۔ ان کا بھی انکار کردو۔ دس اپنشدوں کو کیوں پرمان کوٹی میں شامل کر رکھا ہے۔ ان کو بھی مردود قرار دو۔ براہمن گرنتھوں کو بھی تلانجلی دے دو۔ وہ کیوں قابل تسلیم قرار دیتے ہو۔ اور پھر خاص کر ویدوں کا بھی ہاں ہاں ان ویدوں کا بھی انکار کرو۔ جن پر تمہارے مذہب کا دارومدار ہے۔ پس اگر پوران اس لئے ناقابل تسلیم قرار دیئے گئے ہیں۔ کہ مخالفین کے اعتراضات کا ہمیں تختہ مشق بنا دیں گے۔ تو ان کے الفاظ سے ستیارتھ پرکاش سے کہ ایشوری گیان وید تک سے بکلی کیوں نہیں ہوتے۔ ان سے منکر ہونے میں کیوں پس وپیش ہے۔ پورانوں کی طرح ان سے روگردان کیوں نہیں کرتے۔ کیا "ستیارتھ پرکاش" "بھومکا" پر مخالفوں نے اعتراض نہیں کئے۔ کیا سوامی کی دیگر تصانیف اعتراضات سے بچی رہیں۔ پھر دیانندی تفسیر پر لوگ نکتہ چینی نہیں کرتے۔ اور نکتہ چینی بھی ایسی کہ اس کا دفعیہ ہی آریہ سماجی حیطۂ امکان سے باہر ہے۔ اور چھ شاستر اپنشد براہمن گرنتھ وغیرہ پر بھی تو معترضین نے لاجواب اعتراضات کئے ہیں جن کا جواب آج تک نہیں تم سے بن پڑا۔ اور خاص وید جو بیچارے ہزاروں سالوں سے ہی مخالفین کے اعتراضات کے نیچے دبے پڑے ہیں۔ پھر کیوں ان تمام ہی کتب کو خارج خطی نہیں دیتے۔ ان تمام ہی کتابوں سے کیوں انکاری نہیں ہوتے۔ اگر کہو کہ ستیارتھ وغیرہ رشی دیانند کی اور شاستر اپنشد براہمن وغیرہ مہارشیوں مہاتماؤں کی بنی ہوئی کتب ہیں۔ اور وید ایشور کے رچے ہوئے۔ ان سے انکار کیسے ہو۔ تو ہم کہتے ہیں۔ کہ پوران بھی تو بقول بعض کے مہارشی بیاس جی کی تصنیف ہیں۔ پھر ان کے انکار کا کیا سبب؟

ہاں اگر تم یہ کہو کہ یہ کسی رشی منی کی تصنیف نہیں۔ تو اس کا ثبوت پیش کرو۔ اور بتلاؤ کہ یہ کسی رشی کی تصنیف نہیں۔ تو کس شخص کی ہیں۔ جس کا بتلانا اور ثابت کرنا تمہارے لئے یقیناً یقیناً محال ناممکن اسمبھو اور ام پاسبل ہے لو سنو! تم ستیارتھ بھومکا وغیرہ دیانندی تصانیف اور چھ شاستروں کو رشیوں کی تصنیف سمجھ کر تسلیم کرتے ہو۔ تو ہم تمہاری ہی مستند کتب سے پورانوں کو خاص ایشوری گیان ثابت کر کے دکھلائے دیتے ہیں۔ جس کے ثابت کر دینے سے تمہاری ستیارتھ بھومکا۔ دیانندی تفسیر۔ اپنشد۔ براہمن شاستر وغیرہ سب مقابل میں ماند پڑ جائیں۔ پس جب ان کا الہامی وایشوری گیان ہونا تمہاری ہی مقبول ومستند کتب سے ثابت کر دکھلایا۔ تو اس کے بعد تمہارا یہ کہنا کہ "ہم پورانوں کو قابل تسلیم نہیں سمجھتے" ایک عقلمند انسان کے نزدیک نہایت ہی لغو اور بیہودہ ہو گا۔

پس پہلے ہم پورانوں کے ایشوری گیان ہونے کا تمہاری ہی کتب سے ثبوت دے کر تمہیں مجبور کریں گے۔ کہ تم پوران تسلیم کرو۔ اور ان میں جو کچھ لکھا ہے۔ خواہ وہ سچ ہے۔ یا جھوٹ اچھا ہو یا برا سب کے آگے گردن جھکاؤ۔

"گیلی لکڑیوں سے اگر آگ روشن کی جائے۔ تو اس میں سے جیسے علیحدہ علیحدہ بہت سے دھواں اٹھتا ہے۔ ویسے ہی اُس مہا آتما (ایشور) کے یہ سانس ہیں جو یہ رگوید یجروید۔ سام وید۔ اتھرو انگرس۔ اتہاس پوران ودیا وغیرہ وغیرہ ہیں" (برہدارنیک اپنشد ۲-۴-۱۰) ترجمہ پنڈت شیو شنکر کاویہ تیرتھ آریہ

پس جب چاروں ویدوں کی طرح پوران بھی ایشور کا سانس اور اسی سے برآمد ہوئے ہیں۔ تو تمہاری مسلمہ اپنشد برہدارنک کے رو سے پورانوں کا الہامی ہونا ثابت ہو گیا۔

اسی طرح خاص ویدوں میں پورانوں کا ایشور کی طرف سے ہونا تسلیم کیا گیا ہے۔

پس جب کہ پوران ایک رشی کی تصنیف نہیں بلکہ خاص ایشوری گیان ہوئے تو ان میں سے جو ہم نرک یعنی دوزخ کا مہیب نظارہ اپنے سماجی دوستوں کو دکھلانے لگے ہیں۔ ان کا کیوں اور کیسے انکار ہو سکتا ہے۔ اور اس کے بعد نرک اور سورگ کے طبع زاد معنے کہ دنیا میں ہی سکھ دکھ حاصل ہونا سورگ نرک ہے۔ کس طرح صحیح اور درست ہو سکتے ہیں۔ اور یہ نظارہ خاص طور پر اپنے سماجی دوستوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو اس لئے ہی دکھلائے گئے ہیں۔ کہ وہ علاوہ اسلامی دوزخ پر پھبتیاں اڑانے کے دنیا کے راست باز بزرگان دین و ملت کو گالیاں دینا اپنا کار منصبی سمجھے ہوئے ہیں۔ اور جب تک مسلمانوں عیسائیوں۔ سناتنیوں۔ بودھوں جینیوں کے مقدس و بزرگ پیشواؤں کو برا بھلا نہ کہیں۔ تب تک چین نہیں پڑتا۔ پس آج انہی باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے دوستوں کو اپنی نازک طبیعت پر جبر کر کے ہی پرانوں میں مندرج خوفناک نظاروں کا مشاہدہ کراتے ہیں۔ تاکہ وہ اس دنیا کے بعد آنے والی دنیا کا بھیانک اور خوفناک منظر اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہوئے نبیوں۔ پاکوں بزرگوں کی ہتک کرنے سے باز آئیں۔ جن سے باز نہ آنے کا نتیجہ اس ہی قسم کا عذاب کا ملنا ہے جو پرانوں میں عجیب طرح سے پیش کئے گئے ہیں۔

"پتر بولے اے پتا! میں نے پہلے آپ سے "رودر نرک" (دوزخ کا ایک نام) کا بیان تو کیا ہے اب مہا رودر نامی نرک (دوزخ) کے متعلق بیان کرتا ہوں سنیئے جس راہ کو نہیں جانا چاہیئے۔ اس کی طرف جانے والے ناقابل خوردن کو کھانے والے۔ دوستوں کے دشمن۔ مالک کے یقین اور اعتبار کو نیست کرنے والے۔ غیر عورت سے زنا کرنے والے۔ اپنی عورت کو چھوڑ دینے والے۔ راستہ تالاب اور تکیہ یا باغیچہ وغیرہ کو توڑنے والے۔ ایسے ایسے گناہ کرنے والے گنہگاروں کو یم دوت (ایک فرشتہ کا نام ہے) وہاں لے جاکر (یعنی مہا رودر دوزخ) جلاتے ہیں۔ طول عرض اس نرک کا ۸۴ ہزار کوس ہے۔ (اس طرح بھی سمجھو کہ ۸۴ - ۸۴ ہزار کوس چاروں طرف ہے)

اس دوزخ کی زمین تانبے کی طرح سرخ ہے۔ جس کے نیچے آگ ہی آگ بھری ہیں۔ یہ تانبے کی زمین اس قدر تپی ہوئی ہے۔ کہ بجلی کی طرح اس سے شعلے نکلتے ہیں۔ اور چاروں طرف روشن کر دیتی ہے۔ اسکو دیکھنا یا چھونا نہایت ہی مہیب۔ اور خطرناک ہے۔ "یم دوت" گناہگاروں کے ہاتھ پیر باندھ کر اس میں چھوڑ دیتے ہیں اور عاصی لوگ اس پر پڑے ہوئے لوٹتے ہیں۔ اور اس کے اندر چلے جاتے ہیں۔ (اندر جانے کے وقت) راستے میں وہ (دوزخی) کاک (کوا) بگلا بھیڑیئے۔ الو۔ بچھو۔ مچھر۔ اور گدھ وغیرہ کے ذریعہ زخمی ہو کر ناگزشت ہوتے ہیں۔ پھر وہاں جلتے ہوئے اور بے حال ہوتے ہوئے۔ اماں۔ ابا۔ بھائی وغیرہ کو زور زور سے پکارتے ہیں۔ بہت سی واویلا اور سر اپٹکتے آگ میں جلنے کے بعد بھی شانتی اور اطمینان نہیں پاتے۔

جو بدکار ہمیشہ گناہ ہی کرتے ہیں۔ وہ اس طرح ہزار ہزار برس میں بہت ہاہاکار کر کے وہاں سے رہائی پاتے ہیں۔ (ایسی جگہ انسان کوئی کام کر سکتا ہے۔ جس کے ذریعہ وہ ہزار برس کے بعد رہائی پا جائے ناممکن سی بات ہے)

اس کے بعد نہایت ہی مہیب اندھیرے سے گھرا ہوا "تم" نامی ایک دوزخ ہے۔ وہ دور و جیسا ہی لمبا چوڑا اور نہایت ہی سرد ہے۔ اس میں گائے کو مارنے والے۔ بھائی کو مارنے والے۔ اور بچوں کو گھائل کرنے والے لوگ اس اشد سرد دوزخ میں ڈالے جاتے ہیں۔ جو اس دوزخ میں گرتے ہیں۔ وہ اس سردی اور خوفناک جاڑے سے کانپتے ہوئے ادھر ادھر بھاگتے ہیں۔ اور دوسرے دوزخیوں کے جسموں سے لپٹ لپٹ کر ایک دوسرے کا سہارا ڈھونڈتے ہیں۔ سردی کی شدت اور اس کی ایذا سے نہایت ہی کانپنے کی وجہ سے ان کے دانت ٹوٹتے ہیں۔ اور بھوک پیاس وغیرہ اقسام کی تکالیف از حد ہوتی ہیں۔ نہایت ہی خطرناک سرد ہوائیں ان کی ہڈیاں توڑ ڈالتی ہیں۔ اور ان سے جو پیپ اور خون گرتا ہے۔ اس کو دوزخی از حد پیاس اور بھوک سے ستائے ہوئے (اس خون پیپ) کو کھاتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کا بدن چاٹتے ہیں۔ اس طرح وہاں لوگوں کو از حد دکھ ہوتا ہے۔

اے نیک برہمن! جب تک اچھی طرح گناہوں کا دفعیہ نہیں ہوتا۔ تب تک "تم" دوزخ میں اسی طور سے بہت بھاری دکھ سہتے ہیں۔ اس کے بعد "نکرِتن" نامی بہت بھاری دوزخ ہے۔ جو ہمیشہ کمہار کے چاک کی طرح گھومتا رہتا ہے۔ اور اس چکر میں گناہگاروں کو کال سوتر سے کاٹتا رہتا ہے۔

جو نہ دیکھے ہوئے کو دیکھے ہوئے اور نہ سنے ہوئے کو سنے ہوئے کی سمان (برابر) کہتا ہے۔ جو بڑے چلن والا۔ ایک لفظ دینے والے استاد کو گرو کی شکل نہیں مانتا گورو شاستر (دینی کتب) کے اقوال نہیں سنتا وہ پاپی گندی روح اس چکر کے اوپر جکڑے جا کر یم دوتوں کے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے کال سوتر کے ذریعہ پاؤں سے سر تک کاٹے جاتے ہیں۔ مگر اے دیکھو جو ستم! (مخاطب) اس پر بھی ان کی زندگی بس نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ سو سو حصہ ہو کر پھر ایک جگہ جمع ہو کر دوبارہ پورے جسم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح گناہگار لوگ ہزار برس کٹتے رہتے ہیں۔ جب تک کہ ان پاپی روحوں کے گناہ دور نہیں ہوتے"!

سماجی دوستو! ان خوفناک اور بھیانک نظاروں سے عبرت اور سبق حاصل کرو۔ یاد رکھو جو لوگ نیک اور خدا کے برگزیدہ انسانوں کی ہتک کرنا نہ چھوڑینگے ایسے ہی مقامات میں دھکیلے جائینگے۔ جن کی خبر تمہاری ہی کتب دے رہی ہیں۔ (باقی آئندہ)

## آریہ گزٹ اور پرکاش

ان دونوں اخباروں کے ایڈیٹروں نے فاروق کے اس مضمون پر جو گائے کی عظمت پر "تحقیقی نظر" نمبر اول لکھا گیا تھا۔ بہت کچھ ژاژ خائی اور اپنی ناقابلیت کا ثبوت دیا ہے۔ چونکہ اس مضمون کا نمبر دوم بھی فاروق مورخہ ۲۵ مارچ میں ہم نے شایع کر دیا ہے۔ اس کے جواب کا انتظار کر کے پھر انشاء اللہ ہم دونوں ایڈیٹروں کی پوری گوشمالی کریں گے۔ اور اچھی طرح ان کو سیدھا کر دینگے۔ آریہ گزٹ پر تو چنداں افسوس نہیں۔ کیونکہ وہ تو پہلے ہی سے مذہبی کھوپڑی کا انسان ہے۔ افسوس مہاشہ کرشن پر ہے جو لی۔ اے کہلا کر ایسی بیہودہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# بعض ضروری مسائل پر مکالمہ مابین احمدی و غیر مبایع

ہم چاہتے ہیں۔ کہ ان تمام اہم مسائل کو جو ہمارے اور غیر مبائعین کے درمیان زیر بحث ہیں۔ بصورت مکالمہ مدلل جوابات سے تحریر کرکے ناظرین اخبار فاروق کے سامنے وقتاً فوقتاً پیش کریں۔ اور اگر مناسب و مفید خیال کیا گیا۔ تو آخر میں اکٹھے کرکے بصورت رسالہ شایع کئے جاویں گے۔ جو کہ بطور ہینڈ بک کے کام دے۔ سردست ہم اول اس سوال کو لیتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کی بنیاد کس چیز پر ہے۔ اپنی وحی پر یا حدیث پر اور آیا کلام اللہ مقدم ہے۔ احادیث پر یا احادیث کلام اللہ پر مقدم ہیں۔

غیر مبایع۔ (احمدی سے مخاطب ہو کر) آپ حضرت مرزا صاحب کو کیا مانتے ہیں؟

احمدی۔ ہم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا نبی اور رسول مانتے ہیں۔

غیر مبایع۔ حضرت مرزا صاحب از روئے قرآن و حدیث نبی و رسول نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ باب نبوت مسدود ہے۔

احمدی۔ بہت اچھا اگر از روئے قرآن و حدیث باب نبوت مسدود ہے۔ تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کیا تسلیم کرتے ہیں؟

غیر مبایع۔ ہم حضرت مرزا صاحب کو مجدد۔ محدث یعنی جزوی نبی مانتے ہیں۔

احمدی۔ کیا آپ قرآن کریم میں سے کوئی آیت بتا سکتے ہیں۔ جس سے یہ معلوم ہو۔ کہ محدث یا مجدد یا جزوی نبی کا ماننا ضروری یا مدار نجات ہو۔

غیر مبایع۔ نہیں قرآن کریم میں تو نہ مسیح موعود کا ذکر ہے۔ اور نہ ہم ان کو کسی آیت قرآنیہ کی بنا پر مانتے ہیں۔ بلکہ ان کے دعوے کی بنیاد ابوداؤد کی روایت کردہ حدیث در بارہ بعثت مجددین پر ہے۔

احمدی۔ اس سے تو معلوم ہوا۔ کہ حضرت اقدس علیہ السلام کے دعوے کی بنیاد قرآن پر نہیں۔ بلکہ احادیث پر ہے۔

غیر مبایع۔ ہاں یقیناً

احمدی۔ لیکن اگر ایک شخص مولوی عبداللہ چکڑالوی کا ہمخیال آپ سے یہ کہ دے۔ کہ میں مطلق کسی حدیث کو مانتا ہی نہیں۔ اور آپ سے ثبوت از روئے قرآن کریم طلب کرے۔ اور نص صریح مانگے تو آپ حضرت صاحب کے مجددیت کے دعوے کو کس طرح پیش کریں گے اور منوائیں گے۔

غیر مبایع۔ ہم پہلے اس کو اول احادیث منوائینگے اور بعدہ حضرت صاحب کا دعویٰ پیش کریں گے۔

احمدی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ آپ کے سامنے دو مشکلات ہیں۔ اول احادیث کا منوانا۔ اور پھر اس پر حضرت مسیح موعود کے دعویٰ کی بنیاد قایم کرنا۔

غیر مبایع۔ بے شک یونہی ہوگا

احمدی۔ آپ کی اس گفتگو سے صاف واضح ہوا۔ کہ حضرت صاحب کے دعوے کی اصل بنیاد احادیث ہیں۔ مگر حضرتؑ نے اس کے خلاف تحریر فرمایا ہے چنانچہ آپ اعجاز احمدی صفحہ ۳۰ پر مولوی ثناء اللہ امرتسری کو جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ یہ سادہ لوح یا تو افترا سے ایسا کہتے ہیں۔ یا حماقت سے اور ہم اس کے جواب میں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں۔ کہ میرے اس دعوے کی احادیث بنیاد نہیں۔ بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے۔ جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق اور میری وحی کے معارض نہیں۔ اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔ اگر حدیثوں کا دنیا میں وجود بھی نہ ہوتا۔ تب بھی میرے اس دعوے کو کچھ حرج نہ پہنچتا تھا۔ حضرت صاحب کے اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کے دعویٰ کی بنیاد وحی خدا پر ہے۔ نہ احادیث پر۔ اور اس پر انہوں نے حلف اٹھائی ہے۔ پس اب ان کا حلفیہ بیان درست ہے یا آپ کا قول؟

غیر مبایع۔ (اس کے جواب کو یوں بدلتا ہے) لیکن احادیث نبوی بہرحال مسیح موعود کی وحی سے مقدم ہیں۔

احمدی۔ حضرت میرے سوال کا تو یہ جواب نہیں آپ اصل سوال کا جواب دیں۔ کہ حضرت صاحب کے دعویٰ کی بنیاد وحی الٰہی پر ہے یا احادیث پر؟

غیر مبایع۔ احادیث بھی تو ما ینطق عن الھویٰ کے ماتحت وحی الٰہی ہی ہیں۔

احمدی۔ اگرچہ یہ بھی میرے سوال کا جواب نہیں تاہم بہتر ہے۔ کہ ہم اس کا بھی جواب دیں۔ کیا آپ کے نزدیک کلام اللہ قرآن کریم اور احادیث میں کوئی فرق ہے یا نہیں۔ اگر فرق نہیں۔ تو کیوں احادیث کو قرآن کریم کے ساتھ شامل کرکے تحریر نہ کیا گیا؟

غیر مبایع۔ بے شک۔ فرق تو ضرور ہے۔ کلام اللہ قطعی و یقینی وحی ہے۔ اور احادیث وحی خفی ہے۔ لیکن بہرحال کلام اللہ ہے۔

احمدی۔ بہت اچھا۔ قرآن کریم کو تو آپ نے مقام قطع و یقین پر تسلیم کر لیا۔ رہا احادیث کا کلام اللہ ہونا۔ تو کیا آپ بتا سکتے ہیں۔ کہ احادیث کب جمع کی گئیں۔ کیا خود حضرت نبی کریم نے تحریر کروائیں یا صحابہ کرامؓ اس وقت تحریر کرتے گئے۔ جب کہ آنحضرتؐ فرماتے تھے۔ یا خلفائے راشدین نے کوئی ایسا اہتمام کیا ہو؟

غیر مبایع۔ نہیں۔ نہ تو خود آنحضرتؐ نے اپنے دست مبارک سے تحریر کی ہیں۔ اور نہ صحابہؓ کرام نے قلمبند کرنے کا اہتمام کیا۔ بلکہ تابعین و تبع تابعین کے زمانہ میں احادیث جمع ہوئیں مگر اس امر سے احادیث کی صحت پر کوئی زد نہیں پڑتی۔

احمدی۔ اس سے آپ کا کیا مدعا ہے۔ کہ کیا امام محمد بخاری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور امام مسلم نے جو کچھ تحریر کیا ہے۔ ان احادیث روایت کردہ کے الفاظ دراصل وہی ہیں۔ جو خود آنحضرت صلعم نے اپنی زبان مبارک سے فرمائے۔ یا جو آپ کا منشا تھا۔ بعینہٖ اسی منشا کو راوی کے الفاظ میں ادا کیا گیا ہے۔ مگر اصل منشا میں کوئی فرق نہیں آیا۔

غیر مبایع۔ بے شک بعض احادیث کے وہی الفاظ ہیں۔ اور بعض کا منشاء بھی وہی ہے۔ جو آنحضرت کی تھی۔

احمدی۔ کیا آپ بخاری و مسلم کی روایت کردہ احادیث سے چند احادیث ایسی پیش کر سکتے ہیں۔ اور ان پر آپ حلف اٹھا سکتے ہیں۔ کہ درحقیقت وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہیں۔ یا آپ ہی کی منشاء ہے؟

غیر مبایع۔ ہاں میں حلف اٹھانے کے لئے تیار ہوں

احمدی۔ بہت اچھا۔ میں آپ کی اس جرأت پر آفرین کہتا ہوں۔ لیکن آپ حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد بھی سن لیں۔ حضرت اقدس الحق مباحثہ لدھیانہ کے صفحہ ۱۲ پر فرماتے ہیں۔ "اگر کوئی شخص اس قسم کی قسم کھاوے۔ کہ اس حدیث کے تمام الفاظ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہیں۔ اور تمام الفاظ وحی الٰہی سے ہیں۔ تو اس قسم کے کھانے میں وہ جھوٹا ہوگا"۔ اب آپ سوچیں۔ کہ آپ کے اس دعوے پر حضرت مسیح موعود کا کیا فتویٰ ہے؟

غیر مبایع۔ (اس بات کو دوسرے پہلو پر بدلکر) کیا آپ احادیث کو حضرت مرزا صاحب کی وحی پر مقدم سمجھتے ہیں۔ یا حضرت مرزا صاحب کی وحی کو احادیث پر۔

احمدی۔ جہاں تک ہم غور کرتے ہیں۔ آپ کا یہ سوال میرے کلام کا جواب نہیں۔ آپ کا اس میں کیا منشا ہے؟

غیر مبایع۔ میں اپنے مدعا کو جو زیر بحث ہے دوسرے پہلو سے ثابت کرنا چاہتا ہوں

احمدی۔ بہت اچھا۔ اس کا جواب بھی سن لیں۔ ہمارے نزدیک حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وحی بہ سبب اس کے کہ وہ کلام اللہ ہے بہرحال اس کلام پر مافوق و مقدم ہے۔ جو کسی بشر نے روایت کی ہو۔ اور وحی الٰہی خواہ کسی نبی و رسول پر نازل ہو۔ وہ بسبب کلام اللہ ہونے کے کلام البشر پر مقدم ہے۔ جب کہ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی کلام اللہ کی تعریف میں فرماتا ہے

خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو

ہاں نبی کا کلام گو کلام البشر ہے۔ مگر بہ سبب اس کے کہ وہ کلام الرسول ہے۔ وہ غیر نبی کے کلام پر مافوق و مقدم ہے۔ مگر خدا تعالیٰ اور خدا تعالیٰ کے کلام کے مقابلہ میں حضرت محمد رسول اللہ عبدہ و رسولہ یعنی اس کا بندہ اور رسول ہے۔ اور ان کا کلام کلام البشر ہے۔ وہ خدا ہرگز نہیں۔ اور نہ خدا پر مافوق ہے لہٰذا حضرت محمد رسول اللہ کا کلام کلام خدا پر مافوق نہیں ہو سکتا۔

غیر مبایع۔ لیکن حضرت مرزا صاحب اپنی وحی کو صرف احادیث ظنیہ پر مقدم جانتے ہیں۔ نہ کہ احادیث یقینیہ پر جیسا کہ آپ مواہب الرحمٰن صـ ۶۹ پر یوں لکھتے ہیں۔ وان القرآن مقدم علے کل شیئ و وحی الحکم مقدم علے احادیث ظنیۃ لبشرط ان تطابق القرآن وحیہ مطابقۃ تامۃ و لبشرط ان نکون الاحادیث غیر مطابقۃ للقرآن۔ یعنی قرآن مقدم ہے۔ ہر چیز پر اور حکم یعنی مرزا صاحبؑ کا وحی مقدم ہے۔ احادیث ظنیہ پر۔ ...........

پس بالفاظ دیگر یوں معلوم ہوا۔ کہ مرزا صاحبؑ کی وحی صرف احادیث ظنیہ پر مقدم ہے۔ نہ کہ احادیث یقینیہ پر۔ اور احادیث یقینیہ مرزا صاحبؑ کی وحی پر مقدم ہیں۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ احادیث اگر یقینی ہوں۔ تو وہ مرزا صاحبؑ کی وحی سے مقدم ہیں۔ جب مدعی خود ایسا کہتا ہے۔ تو ہم کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس کی وحی احادیث پر مقدم ہے۔

احمدی۔ اس میں تو شک نہیں۔ کہ قرآن کریم ہر ایک چیز پر۔ . مقدم ہے۔ کیوں اس لئے کہ کلام اللہ ہے۔ رہی احادیث سو اس کے آپ نے دو اقسام قرار دیئے۔ ایک احادیث یقینیہ۔ دوسرے احادیث ظنیہ۔ اگرچہ حضرت مسیح موعودؑ کے اس کلام میں صرف احادیث ظنیہ کا ذکر ہے۔ جن پر حضرت صاحبؑ کی وحی مقدم ہے۔ مگر ان احادیث کا ذکر جن کا استنباط آپ نے اپنے اجتہاد سے کیا ہے۔ اس عبارت میں موجود نہیں۔ اور نہ حضرت مسیح موعودؑ دو اقسام کے قائل ہیں۔ بلکہ کل احادیث کو ظنیہ قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں "الغرض میرا مذہب یہی ہے۔ کہ البتہ بخاری و مسلم کی حدیثیں ظنی طور پر صحیح ہیں۔ ........

آخر بخاری و مسلم پر وحی تو نازل نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ جس طریق سے انہوں نے حدیثوں کو جمع کیا ہے اس طریق پر نظر ڈالتے ہی سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بلاشبہ وہ طریق ظنی ہے۔ اور ان کی نسبت یقین کا ادعا کرنا ادعائے باطل ہے۔ دنیا میں جو اسقدر مخالف فرقے اہل اسلام میں ہیں۔ خاص کر مذاہب اربعہ ان چاروں مذہبوں کے اماموں نے اپنے عمل اور طریق سے خود گواہی دے دی ہے۔ کہ یہ احادیث ظنی ہیں" الحق مباحثہ لدھیانہ صـ ۱۳۔ اور پھر فرماتے ہیں "تمام مسلمانوں کا یہی مذہب ہے۔ کہ اکثر احادیث مفید ظن ہیں۔ والظن لا یغنی من الحق شیئاً۔ الحق صـ ۵۔

حضرت اقدس کے اس ارشاد سے ظاہر ہے کہ بخاری و مسلم کی متفق علیہ احادیث تک تو سب ظنی ہیں۔ مگر آپ نے ایک قسم احادیث یقینیہ کی بھی فرمائی۔ پس کیا آپ کوئی ایسی کتاب پیش کر سکتے ہیں۔ جس میں بعض احادیث یقینیہ تحریر ہوں۔ اور اگر ہم بالفرض تسلیم بھی کر لیں۔ کہ دنیا میں کوئی ایسی کتاب بھی موجود ہے۔ تو بھی کلام الرسول کلام اللہ پر کیونکر مقدم ہو سکتا ہے۔ کیونکہ خود احادیث نبوی میں آیا ہے۔ کہ فضل کلام اللہ تعالےٰ علے سائر الکلام کفضل اللہ علی خلقہٖ (رواہ ترمذی۔ مشکوٰۃ باب فضائل القرآن) یعنی خود آنحضرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کو جمیع کلاموں پر ایسی ہی فوقیت حاصل ہے۔ جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ کو جمیع مخلوقات پر۔ مگر اول تو آپ کے پاس نہ اس قسم کی کوئی حدیث ہے۔ جس کو آپ کی اصطلاح میں یقینیہ کہا جا سکے۔ اور دوم بخاری و مسلم تک کی احادیث مسیح موعود کے نزدیک احادیث ظنیہ ہیں۔ پس جمیع احادیث ظنیہ پر خدا کی وحی مقدم ہے۔ (باقی دارد)

## احمدیہ مسجد لنڈن

میرے پیارے بھائیو! آپ نے جو حکومت انگلشیہ (جس کی وسعت اس قدر ہے۔ کہ اس پر آفتاب غروب نہیں ہوتا) کے پایہ تخت میں مسجد بنانے کا ٹھیا کیا ہے۔ اس کا اثر غیر مذاہب پر کیا ہو رہا ہے۔ اس کے لئے آپ اس نظم کے دو تین شعر ملاحظہ فرمائیں۔ جو آریہ گزٹ میں (دو چار آنسو رشی دیانند کی آنکھ سے نکلے ہوئے) کے عنوان سے چھپی ہے۔

آہ اک سن لے یہ میری بھی کوئی ہے کہ نہیں
دیکھ لے آگ سی سینے میں لگی ہے کہ نہیں؟
دردوغم کی ہے کہانی مری سننے لائق
آنسوؤں کی مرے چہرے پہ جھڑی ہے کہ نہیں
ملت وید دنیا میں پھیلینگے یہ تھا دعوےٰ
غور سے دیکھو کہ اب بھی وہی ہے کہ نہیں؟
مسجدیں کرتے ہیں تعمیر تمہارے بھائی
دیکھو اک لاکھ کی لنڈن میں کھڑی ہے کہ نہیں؟
کھول کر دیدئے اے ناز یہ دو چار آنسو
بات تو سچی ہے کیا دل پہ جمی ہے کہ نہیں؟

دیکھئے آپ کا یہ کام ایسا قبیح ہے۔ کہ رشی دیانند کے قلب پر ضرب لگتی ہے۔ اور بقول اس کے شن کے ارگن کے اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں۔ اب آپ سست ہو جائیں تو کیسے افسوس کی بات ہوگی۔

## مسجدوں کا ناموزوں استعمال

مسلمانوں کی حالت یہاں تک گر گئی ہے۔ کہ وہ مساجد (جو عبادت الٰہیہ کے لئے بنائی جاتی ہیں) کو ان لوگوں کا لکچر گاہ بنا رہے ہیں۔ جو قادیان کے سردار رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ مفتری کذاب۔ ایک شہوت پرست ڈاکے مارنیوالے انسان سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ایک آریہ مشنری اپنی رپورٹ آریہ گزٹ میں چھپواتا ہے۔

"ترچن گوڈے کی کانفرنس ختم ہوگئی۔ اور پھر میں مدراس کی طرف روانہ ہونے کے لئے سٹیشن پر پہنچا۔ وہاں "پڑتیری پتر" شہر سے آئے ہوئے بہت سے مسلمان ڈیلیگیٹ جمع تھے۔ جو سلیم صلح کانفرنس میں شریک ہوئے تھے۔ انہوں نے مجھے "تری پتر" چلنے اور وہاں آریہ مسلم ملاپ پر لیکچر دینے کی پرارتھنا کی۔ انہوں نے کچھ اس طریقہ سے یہ بات کہی۔ کہ مجھے اسے سویکار کرنا پڑا۔ اگرچہ میں نے ان سے صاف طور سے بیان کر دیا۔ کہ خلافت وغیرہ کا سوال میرے حلقہ کام سے باہر ہے۔ لیکن تاہم وہ مجھے اپنے شہر میں لے گئے۔ اور بڑی سرگرمی اور جوش سے میرے لیکچر کا نوٹس دے دیا گیا کہ میرا لکچر مسجد میں ہوگا۔

شام کو بغیر مجھے کسی قسم کی اطلاع دینے کے انہوں نے ایک جلوس کا انتظام کر دیا۔ اور وہ مجھے اس طرح بازاروں میں سے گذارتے ہوئے مسجد میں لے گئے۔ جہاں ہندو اور مسلمان بھائی بھاری تعداد میں جمع تھے۔ وہاں پہنچنے پر سب مسلمان بھائیوں نے نماز ادا کی۔ اور پھر میں نے انگریزی اور ہندی میں ایک گھنٹہ سے زیادہ ہندو مسلم اتحاد اور روحانی طاقت پر لیکچر دیا۔

## پہلے کل دنیا آریہ تھی

دنیا میں اور مذاہب والے ابتدا میں کم تھے۔ پھر آہستہ آہستہ بڑھتے گئے۔ مگر یہ آج معلوم ہوا۔ کہ آریہ سماج والے پہلے تمام دنیا پر پھیلے ہوئے تھے۔ اور اب سمٹ سمٹا کر پنجاب میں ان کا زور رہ گیا ہے۔ مہاتما ہنسراج جی ارشاد فرماتے ہیں۔

"(۱) مصر جہاں آریہ آباد تھے۔ اور جس جگہ آریوں کا راجیہ تھا۔

(۳) یونان (یعنی یون دیش) کبھی ویدک دہرمی تھا۔

(۴) ترکستان۔ افغانستان۔ اور بلوچستان میں بھی آریہ نہیں بستے۔ لیکن تواریخ بتلاتی ہے کہ یہ آریوں کی بستیاں تھیں۔

(۵) چین۔ یہ پہلے ویدک دہرمی تھا۔ اب ویدک دہرم انویائیوں سے خالی ہو چکا ہوا ہے

(۶) جاپان بھی ویدک دہرمیوں سے خالی نہیں تھا

(۶) امریکہ کے متعلق بھی یہ نردوادبات ثابت ہو چکی ہے۔ کہ یہاں آریوں کی بستیاں تھیں لیکن اب وہاں کون لوگ آباد ہیں۔

(۷) مشرقی ایشیا کے برما۔ ملایا۔ سیام۔ سماٹرا جاوا وغیرہ ملکوں اور جزیروں میں پہلے آریہ بستے تھے۔ یہ بات سدھ ہو چکی ہے۔

اسی طرح دوسرے ملکوں کے متعلق بھی کہا جا سکتا ہے۔"

ضرور کہہ دیجئے آپ کی زبان کو کون پکڑ سکتا ہے۔ پہلے تو ہم صرف اتنا ہی سنتے تھے۔ کہ آج تک جسقدر ایجادیں ہوئی ہیں۔ ان کا ذکر ویدوں میں موجود ہے۔ اب یہ معلوم ہوا۔ کہ جس قدر مخلوقات ہے۔ یہ پہلے آریہ سماجی تھی۔ اور کچھ تعجب نہیں کہ ستارہ مریخ یا چاند سے جو پہلا پیغام پہنچے گا۔ جس سے سلسلہ گفتگو قایم کرنے کے لئے کوشش ہو رہی ہے۔ وہ سوامی دیانند کی جے ہوگا۔

## کثرت ازدواج کی ضرورت

یہ مسئلہ اسلام کا مسلمہ ہے کہ ایک مرد دو دو تین تین۔ چار چار عورتیں کر سکتا ہے۔ مگر یورپ والے اس پر اعتراض کرتے رہے لیکن قانون فطرت کی خلاف ورزی اب رنگ لائی ہے چنانچہ بقول آریہ گزٹ انگریزی اخبار میں ایک ڈاکٹر کا لیکچر چھپا ہے۔

"ولایت کے مردوں کی نسبت دس لاکھ عورتیں ایسی زیادہ ہیں۔ جو جوان ہیں۔ اور قابل شادی ہیں۔ مگر ان بیچاریوں کو پتی نہیں ملتے۔ اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا نتیجہ بہت خراب نکل رہا ہے۔ اور بہتیرے نوجوان گرہستیوں کی زندگیاں تلخ ہو رہی ہیں اور کئی نوجوان اسی طرح تباہ ہو رہے ہیں ایک اور بڑا نقص جو ولایت کی سوسائٹی کے اندر پیدا ہو گیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اب زیادہ تر لڑکیاں ہی پیدا ہوتی ہیں۔ اسلیئے اس مشکل سے نکلنے کے لئے ولائیتی مدبر تجاویز سوچ رہے ہیں "

اس مشکل کا حل دنیا کو اب اسلام میں ملے گا۔ جس کے حقیقی نمائندے ۱۶ سٹار سٹریٹ میں موجود ہیں اور لواء احمد کے حامل ؛

## گورو کل میں ایک طالب علم سے کیا سلوک ہوا

مسافر آگرہ لکھتا ہے مہاشہ چیرنجی لال جی کا

بارہ تیرہ سال کا ہونہار پتر اس سے پچھلے سال یعنی دسمبر ۱۹۱۸ء کے عین گوروکل کے جلسہ کے دن زار زار روتی ہوئی ماتا اور ستم رسیدہ پتا کی گود میں۔۔ انہیں بنا کر کے انہیں ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت دے گیا۔ اس ہونہار لال کو مہاشہ چیرنجی لال وان کی سویوگیہ دھرم پتنی نے آریہ سماج کی اگاڑھ محبت سے پریرت ہو کر گوروکل کی بھینٹ کیا ہوا تھا۔ گوروکل میں پڑھتے ہوئے اس ماتا کے جگر کے ٹکڑے کو مرض نمونیا ہوا تھا۔ معصوم بچہ ماں باپ کی آنکھوں سے دور کئی روز بیمار رہا۔ اور ہمارے گوروکل میں اس بچہ کا کیا علاج معالجہ ہوا۔ اور کیسی تیمارداری ہوئی۔ اس کے متعلق ہم کچھ نہ کہتے ہوئے صرف پرتی ندھی کی انترنگ سبھا منعقدہ ۲۸ فروری سنہ ۱۹۲۰ء کا وہ ریزولیشن پیش کئے دیتے ہیں۔ جو انترنگ سبھا میں سروسمتی سے پاس ہوا۔ اور یہی ریزولیشن اس دکھ کی داستان کو مکمل کرے گا۔ سبھا کا ریزولیشن یہ ہے "یہ سبھا مہاشہ چیرنجی لال جی کے ان کے پتر کی مرتیو پر ان کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔ اور اعتراف کرتی ہے۔ کہ برہمچاری مذکور کی بیماری میں اس کی چکتسا (یعنی علاج) کا اچت (یعنی مناسب) انتظام نہ ہو سکا۔ اور نشچہ کرتی ہے۔ کہ کنور حکم سنگھ پردہان معہ ڈاکٹر لکشمیدت کے گوروکل میں جا کر آئندہ کے لئے وہاں طبی امداد کا معقول انتظام کر دیں " یہ ریزولیشن کن حالات میں سروسمتی سے پاس ہوا۔ اور مہاشہ چیرنجی جی کے بیان کردہ کس درد بھری داستان نے پرتی ندھی سبھا کے ذمہ وار ادھکاریوں کو اپنے ناقابل معافی پاپ کا اعتراف کرنے پر مجبور کیا۔ یہ ایک لمبی و دردانگیز داستان ہے۔ جس پر خاموشی کا پردہ ہی ڈال دینا مناسب ہے کہ مہاشہ چیرنجی لال نے انترنگ سبھا کو جو دکھ بھری داستان اپنے لخت جگر کی مرتیو کی سنائی۔ اس میں انہوں نے اس سرد مہری و سنگدلی کا بھی انکشاف کیا۔ کہ بحالت نمونیا لگاتار بارہ بارہ گھنٹہ تک ان کا پرانوں سے پیارا پتر درد و تکلیف سے مچھلی کی طرح تڑپتا رہا۔ اور کوئی حکیم ڈاکٹر اس لمبے عرصہ تک اس کے دیکھنے کے لئے نہ آیا۔

پھر ہمارے ادھکاریوں نے اسی پر اپنی اودیا کا خاتمہ نہیں کیا۔ بلکہ جب برہمچاری کو ارتھی پر ڈال کر شمشان میں لے جایا گیا۔ تو گوروکل کے برہمچاری و سٹاف تک ساتھ نہ گیا۔ بلکہ اس کے بدنصیب باپ کے ساتھ چار پانچ آدمیوں نے جا کر گھاس پھونس کی طرح برہمچاری کو جلا دیا اور اس کمبخت کا انتم سنسکار تک پورن ویدک ریتی سے نہ کرایا گیا۔ بلکہ سبھا کے جو اپدیشک مہاشہ سنسکار کرانے گئے تھے۔ انہوں نے محض بیگاریوں کی طرح دس گیارہ منتروں سے آہوتی دلوا کر اپنا پیچھا چھڑایا۔ لیکن سنگدلی و سرد مہری کا کتنا خوفناک نظارہ تھا۔ کہ ایک طرف تو گوروکل کے ایک ستم رسیدہ ہونہار چاند سے بالک کا شریر چتا میں جل رہا تھا اور دوسری طرف نہایت ہی دھوم سے طبلہ و ہارمونیم کی تان کے ساتھ گوروکل پنڈال میں جلسہ منایا جا رہا تھا۔ اور گوروکل کے ذمہ وار منتظموں نے اس بات کی خاص طور پر احتیاط کی کہ کسی طرح برہمچاری کی موت کی خبر جلسہ میں نہ پہنچنے پائے ؛

آہ! کیا اس سے بڑھ کر بھی اودیا انسانیت کی نظیر دہار مک جگت میں کوئی دوسری مل سکتی ہے۔ پڑوسی کے ساتھ تعلقات۔ اچھے نہ ہونے پر بھی ہم اپنی ہاں باجا گاجا اور خوشی کے تمام سامان بند کر دیتے ہیں۔ لیکن دوسری طرف کل کا ایک ہونہار پتر گذر جاتا ہے۔ اور لوگ اسے محض اپنے رنگ میں بھنگ نہ پڑنے دینے کی غرض سے چوروں کی طرح چپ چاپ نے جا کر چتا میں بھسم کر آتے ہیں۔ سنگٹھن اور سنستھا کے نام پر دنیا کو دیوانہ بنانے والو! اپنے گریبانوں میں منہ ڈالو اور اپنی ظالمانہ و سفاکانہ حرکات پر ریاکاری کے لمبے لمبے آنسو نہیں بلکہ پشچاتاپ و ندامت کے آنسو بہاؤ!

## تناسخ کے خلاف ایک دلیل مسافر آگرہ میں

آریوں کا اخبار مسافر لکھتا ہے اینڈریو کارنیگی کی موت پر سوال اٹھایا گیا تھا کہ کیا لکھ پتی دنیا میں خوش ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس مضمون پر طبع آزمائی کرتے ہوئے بہت سے نامہ نگاروں نے اس کا نفی میں جواب دیا۔ چنانچہ ایک نامہ نگار نے لکھا کہ بیرن ناتھن راتھ شایلڈ جو دنیا کا سب سے بڑا متمول آدمی مشہور ہے سے ایک دن ایک شخص نے مذاقیہ کہا۔ کہ تم دنیا میں بڑے خوش ہو گے۔ ارتھ شایلڈ نے جواب دیا "خوش! خوش!! کیا وہ شخص کبھی خوش ہو سکتا ہے۔ کہ جس کو ہر لحہ ایسے خطوط دیئے جاتے ہوں۔ کہ اگر وہ کھانا کھانے سے پہلے پانچسو پاؤنڈ ادا نہ کر دے گا۔ تو وہ گولی سے مار دیا جائے گا۔ اسی طرح نیو یارک کے متمول سٹیوارٹ واس کی بیوی کے متعلق روایات مشہور ہیں۔ کہ انہیں رات دن اپنی زندگی کی حفاظت کا ہی فکر رہتا تھا۔

**فاروق** ۔ پھر آریہ مہاشے دولتمندی کیوں اچھے کرموں کا نتیجہ بتایا کرتے ہیں۔ جب کہ بڑے سے بڑے دولتمند کی زندگی ایسی تلخ ہوتی ہے۔ غریبی اور دولتمندی ہی وہ سوال ہے جس کا حل نہ جانتے ہوئے آریہ سماج نے آواگون کا عقیدہ تراشا ہے ؛

[illegible]